

[illegible]

چین نے نیپال تبت سیلاب کی میڈیا کوریج پر گرفت مضبوط کی

نیپال۔ تبت سیلاب نے چین کے ہمالیائی جوئے کے خطرات بے نقاب کر دیے



کاشمیر، دہلی، چین نے نیپال۔ تبت سرحد کے ساتھ واقع علاقوں میں آنے والے سیلاب اور لیڈر سائیکلنگ کی ویڈیو اور آن لائن کوریج پر پابندیاں سخت کر دی ہیں، یہ ایک ایسی آفت ہے جس میں 350 سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ جبکہ نیپال میں صفائی مینی شاپرہن کے بیانات اکٹھے کر رہے ہیں اور تازہ ترین پیش رفت کے بارے میں رپورٹنگ کر رہے ہیں، جیٹی نیوز کے مطابق نے تبت کے پینلے اور اثرات کے بارے میں محدود معلومات فراہم کی ہیں، سرکاری میڈیا زیادہ ترجیحاً اور امدادی کارروائیوں پر توجہ مرکوز کر رہا ہے۔ نیو یارک ٹائمز نے رپورٹ کیا کہ تبت کے رہائشیوں کی طرف سے قلعہائی ٹی ٹی ویڈیوز، بشمول ایک ویسٹ چینل کے رپورٹنگ کرنے والا ملک جس میں کارٹونگ کاؤٹی میں ایک سرحدی کراسنگ پر مٹی کے تودے کو گھیرے ہوئے دکھایا گیا ہے، مبینہ طور پر چینی سوشل میڈیا پلیٹ فارمز سے بنایا گیا ہے۔ تقریباً 2000 کی آبادی والے گرونگ میں کم از کم تین افراد ہلاک اور 500 زخمی یا زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔ مجموعی طور پر، تبت کے بعد 400,1 سے زیادہ لوگ لاپتہ ہیں، جبکہ ملائوٹ کی تعداد ازم 362 تک پہنچ گئی ہے، مبینہ طور پر پورے دیہات بھر گئے ہیں کے وزیر اعلیٰ کیلنگ نے بھارت کی سب سے بڑی تبت میں تلوؤ سے متاثرہ علاقے کا دورہ کیا تاکہ چنگی رسکیو اور ایلیف کے کاموں میں رہنمائی کی جاسکے۔ چین کی وزارت خارجہ نے کہا کہ نیپال میں لاپتہ ہونے والوں میں تقریباً 100 چینی شہری بھی شامل ہیں۔ چین کے وائی میڈیا نے بے یقینی اطلاع دی ہے کہ صدر شی جن پنگ نے حکام کو ہنگامہ

متناظر اور کوپچالے اور ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہالیوڈ میں حالیہ تباہ کن سیلاب نے ایک بار پھر یہ سوال کھڑا کر دیا ہے کہ چین کی بالائی ٹی جی پر کی جانے والی انجینئرنگ اور رپورٹ اختیادہ پیچھے نہ قدرتی آفت کو تباہی بڑھا دیا۔ شہور سڑک ٹھیک ماہر پروفیسر برہانچانی نے لکھا ہے کہ نیپال میں آنے والی تباہی کا اصل محرک قدرتی تلاشیا شیکر گرتا یا کرپوسٹرک کوپلر لائیکن تبت کی جانب چین کی آبی تہذیبوں، انفراسٹرکچر اور یورپی منظر نامہ میں انسانی مداخلت نے اس کے اثرات کو

شی جن پنگ کے دور میں تبت میں چینی بھر مزید بڑھ گیا۔ نگرانی اور ثقافتی پابندیاں سخت

چینگ: چین کے صدر شی جن پنگ کے دور میں تبت میں حکومتی کنٹرول اور جریش نمایاں اضافہ ہوا ہے، جہاں جدید نگرانی کے نظام، جبری انضمام کی پالیسیوں اور قانونی پابندیوں کے ذریعے قومی ثقافتی اور مذہبی شناخت پر دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔ تبت میں ڈی این اے کے مجموعے کرنے، چہرے کی شناخت اور مصنوعی ذہانت پر مبنی فیکل سسٹمز کے استعمال نے وسیع پیمانے پر نگرانی کا نظام قائم کر دیا ہے۔ چینی بچوں کے خاندانوں سے دور روڈنگ اسکولوں میں بھیجے جانے پر بھی تیز ذہن خاہر کی گئی ہے، جہاں تبتی زبان کی جگہ مینڈرین کو ترجیح دی جاتی ہے اور کیڈٹ پابندی کے نظریات پر زور دیا جاتا ہے۔ غیر معمولی تبدیلیوں کی بجائے اطلاع نیپال نیچسٹ ایگروفری اطلاع مل جاتی تو حکام خطرے والے علاقوں سے لوگوں کو نکال سکتے تھے اور جاتی نقصان کم ہو سکتا تھا۔ اس آفت نے ہالی کی زلزلہ سیاحت کو بھی اگرا کیا ہے۔ یہاں معمولی زلزلے یا ہر گھنٹہ گرنے سے بھی کئی طرف تیز رفتار سیلاب اور طبعی بے سکتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کئی منظر نامہ چین کے میڈیا (پارلنگ ریڈیو/برمہ پٹر) پر سن رہے ہیں۔ سب سے بڑے ذمہ کے حوالے سے بھی کھڑا کا باعث ہے۔ یہ مضبوط زلزلہ طور پر انتہائی فعال علاقے میں سے ہوا ہے۔ اس کی ماہرین وائرٹمز فراورے ہو چکے ہیں۔

پاکستان کی بڑے وعدوں کی سیاست امریکہ کے ساتھ تعلقات میں پرانی کجی بھر دہرائی جانے لگی

واشنگٹن: پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں ایک بار پھر وہی پرانا انداز دکھائی دے رہا ہے جس میں پاکستانی فوجی قیادت واشنگٹن کی فوری معاونت کی ضروریات کے مل کے بڑے وعدے کر کے اپنی اہمیت بڑھاتی ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہی توقعات واپسی اور باہمی الزام تراشی میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔ موجودہ صورتحال میں فیلڈ مارشل عاصم منیر اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے درمیان بڑھتی قربت کو ای تاریخی تناظر میں دیکھا جا رہا ہے۔ پاکستان نے اہم معرعات، کرپٹو معاہدوں، انسداد دہشت گردی اور ایران کے ساتھ کئی جیسے معاملات میں خود کو امریکہ کے لیے اہم شراکت دار کے طور پر پیش کیا ہے۔ پاکستان نے حال ہی میں 10 ارب ڈالر کے کڑی اسپیڈ انیشیاتیون فنڈ کی درخواست بھی کی ہے۔ پاکستان نے واشنگٹن اور تہران کے درمیان عبوری سمجھوتہ کرانے میں کردار ادا کیا، تاہم یہ انتظام جیڑی سے مشکلات کا شکار رہا دکھائی دے رہا ہے۔ اس صورتحال میں عاصم منیر کے لیے امریکی حمایت اور بین الاقوامی سطح پر حاصل ہونے والی اہمیت سیاسی طور پر فائدہ مند نظر آ رہی جارہی ہے، خصوصاً ایسے وقت میں جب پاکستان کے اندر سائیڈ وز پر عظیم بران عالمی بدستور قید ہیں اور فوجی بدستور سوالات اٹھ رہے ہیں۔ امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ ٹائٹلین کے بعد جنرل پریو پر مشرف نے افغانستان میں امریکی جنگ کے دوران، ٹیلی منس، لاجبک رسائی اور القاعدہ کے خلاف تعاون فراہم کیا۔ واشنگٹن نے ان کی فوجی حکومت کو اہم اتحادی سمجھا لیکن بعد میں تعلق پاکستان پر دہرہ رکھل کھیلنے کے امریکی الزامات اور بڑھتی بداعتادی کا شکار ہو گیا۔ پاکستانی فوجی حکمران ماسی میں امریکی سلاخی اور سیاسی ضروریات کو اپنی اہمیت بڑھانے کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس سخت عملی میں کسی مسئلے کو حل طور پر حل کرنے کے بجائے اتنا تعاون فراہم کرنا زیادہ فائدہ مند سمجھا جاتا ہے کہ واشنگٹن کے لیے پاکستان کی ضرورت برقرار رہے۔ پاکستان میں فوج کا سیاسی اور ریاستی اداروں پر اثر ورسوخ بھی نمایاں طور پر بڑھ چکا ہے۔ ایسے میں امریکی قیادت کی جانب سے فوجی سربراہ کی تحریف، صرف انہیں عالمی سطح پر سیاسی اہمیت فراہم کرتی ہے۔ بلکہ اندرون ملک ان کی طاقت کو بھی مضبوط کر سکتی ہے۔ تاریخی تجربے کو کرتا ہے کہ پاکستان کی فوجی قیادت کے ساتھ امریکی تعاون سے واشنگٹن کو قومی فائدے تو حاصل ہو سکتے ہیں لیکن طویل مدتی سیاسی اور سترنگ مسائل بعد میں سامنے آتے ہیں۔ موجودہ امریکہ پاکستان قربت بھی آئی پرانے چکر کا نامرغوب ثابت ہو چکی ہے، جہاں بڑے وعدوں کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں لیکن توقعات پوری نہ ہونے پر بالآخر بدعاطی جنم لیتی ہے۔

سوراب واقعہ: بلوچ نیشنل موومنٹ کی بین الاقوامی مہم، 300 سے زائد عالمی رابطے

بلوچستان: بلوچستان کے شعل سوراب میں 12 آگست کو پیش آنے والے واقعے پر بلوچ نیشنل موومنٹ کا کہنا ہے کہ اس نے واقعے کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے کے لیے بڑے پیمانے پر سفارتی، سیاسی اور انسانی حقوق کی مہم شروع کر دی ہے، جس کے تحت فرانس، بیلجیئم، نیدرلینڈز، اٹلی، سویڈن، جرمنی، آسٹریلیا، برطانیہ اور امریکا میں 300 سے زائد منتخب نمائندوں، سیاسی دفتر، بین الاقوامی اداروں، انسانی حقوق کی تنظیموں اور میڈیا پارا میڈیا سے رابطہ کیا گیا ہے۔ بی این ایم کے مطابق مہم کا بنیادی مقصد سوراب واقعے کی آزاد اور بین الاقوامی حقیقتات، بلوچستان کی بین الاقوامی میڈیا اور انسانی حقوق کے اداروں کی بلارک ٹوک رسائی، واقعے سے متعلق شاہد کے تحفظ اور شہری ہلاکتوں کے ذمہ داروں کے احتساب کے لیے عالمی دباؤ پیدا کرنا ہے۔ بی این ایم کے مطابق اس کی قیادت ڈی این ایم کے تحت اتوار جمعہ کے خصوصی نمائندگان، اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے دفتر (OHCHR)، یورپی کونسل کے ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے تہذات، یورپی انکسٹن آکشن سروس (EEAS)، پاکستان میں یورپی یونین کے وفد اور یورپی پارلیمنٹ کی خارجہ امور (AFET) اور انسانی حقوقی (DROI) کمیٹیوں سے رابطہ کیا گیا۔

انتقالی انصاف یا سیاسی انتقام؟ بنگلہ دیش میں صحافیوں کا مقدمہ

بنگلہ دیش میں 1971 کے جرائم کے لیے قائم بین الاقوامی جرائم ٹریبونل (آئی سی ٹی) (اب صحافیوں کے خلاف استعمال ہو رہا ہے،



کے اصولوں پر چلنے چاہئیں۔ الزامات واضح ہوں، ثبوت وقت پر دیے جائیں اور وکیل تک رسائی ہو۔ ماہرین کا اعتراض ہے کہ ٹی وی رپورٹنگ، دستاویزی فلم یا پریس کانفرنس میں سوال پوچھنے کو "انسانی حقوق کے خلاف جرم" قرار دینا بین الاقوامی معیار سے میل نہیں کھاتا۔ رونا ورا کے مقدمات میں بھی بی بی سی ہوا کرپٹور رپورٹنگ یا تبصرہ جرم نہیں، جب تک کہ براہ راست قتل کی تحریف نہ دی گئی ہو۔ خود خاندانوں پر بھی بھاری اثر پڑا ہے۔ روپا اور شاکل کی 17 سالہ بیٹی مونچھول نے تعلیم چھوڑ کر والدین کی رہائی کی جدوجہد کی۔ وہ بتاتی ہیں کہ ہر جگہ سوائی ہوئی اٹھتا ہے کہ آج ماں باپ گھر آئیں گے یا نہیں۔ مضمون کا نتیجہ یہ ہے کہ بنگلہ دیش کو اس پیکر کو توڑنا ہو گا جس میں ہر آنے والی حکومت پچھلی حکومت سے وابستہ لوگوں کو مجرم سمجھتی رہی ہے۔ صحافیوں پر سنگین الزامات صرف اسی صورت میں لگائے جاسکتے ہیں جب بین الاقوامی معیار کے ثبوت موجود ہوں۔ ورلڈ ٹریبونل انصاف کا ذریعہ نہیں بلکہ انتقام کا ہتھیار بن جائے گا۔

ڈھاکا: بنگلہ دیش میں 1971 کے جرائم کے لیے قائم بین الاقوامی جرائم ٹریبونل (آئی سی ٹی) (اب صحافیوں کے خلاف استعمال ہو رہا ہے، جس سے انصاف اور انتقام کی لکیر مدھنل ہو چکی ہے۔ جولائی 2024 کی تحریک میں تقریباً 1400 افراد ہلاک ہوئے تھے، جس کے بعد چیف جسٹس ایچ ایم اے جہاںگیر نے احتساب کے لیے پرانا آئی سی ٹی کی جنگ کھلی۔ احتساب کے لیے پریویشن اسل میں 1971 کی جنگ کے جرائم کے لیے بنایا گیا تھا، مگر حسینہ دور میں اسے حزب اختلاف کے خلاف سیاسی ہتھیار قرار دیا جاتا رہا۔ اس سال تین صحافیوں اور ایک سیکرٹری مصنف پر آئی سی ٹی میں انسانیات کے خلاف جرم کی فرد جرم عائد کی گئی۔ فاروق زور بان کے شوہر شاکل احمد، موڈل باؤمیشال دتا اور مصنف شری رابیکر 2024 سے جیل میں ہیں۔ ایسٹیلے عام خاندانوں میں قتل کے متعدد مقدمات میں گرفتار کیا گیا۔ روپا پر نو اور شاکل پر چھ قتل کے کیسز درج ہیں۔ ڈاکٹر محمد یونس نے 2024 میں تسلیم کیا تھا کہ صحافیوں کے خلاف قتل کے مقدمے

پاکستان کا بجلی بحران سنگین قرض کے جال میں تبدیل

ناقص پالیسیوں نے معیشت کو بھاری نقصان پہنچایا

اسلام آباد: پاکستان میں بجلی کے شعبے کی طویل عرصے سے جاری نااہلی، منگنے کے تحت متعدد توانائی منصوبوں کو دسڑ کر یا اور کاربن کرڈینس سے مالی فائدہ حاصل کیا۔ 1978 سے 1988 کے درمیان پاکستان کی تقریباً 70 فیصد بجلی کارکنی بجھ بنانے میں نااہلی نے ملک کو سنگین گزشتہ قرضوں کے بحران میں ڈھکیا دیا ہے۔ پاکستان کو اب اپنے قومی بجلی نظام کو چالانے کے لیے آئی ایم ایف اور دیگر بین الاقوامی قرضے دہندگان سے مسلسل مالی مددی ضرورت پڑ رہی ہے۔ پاکستان کے تھمل بجلی گھروں میں ایندھن بجلی کی مجموعی قیمت کا تقریباً 60 سے 70 فیصد پینا ہے۔ کی



پرانے بجلی گھر ضرورت سے کہیں زیادہ ایندھن استعمال کرتے رہے، لیکن حکومت اور ریگولیٹری اور اس کے استعمار، بھرتے بننے کے لیے موثر اقدامات نہ کر سکے۔ نتیجتاً بجلی کے نرخ مسلسل بڑھ رہے قرض پر مشتمل گھریلو قرض بھی پھیل گیا۔ پاکستان نے 1994 میں اقوام متحدہ کے جوائنٹ کنونشن UNFCCC کی توثیق کی، جس کے تحت کاربن کرڈینس اور کھلیں ڈیوٹ پوائنٹ پر کاربن کے ذریعے پرانے بجلی گھروں کو جدید اور زیادہ موثر بنانے کے لیے بین الاقوامی سرمایہ حاصل کرنے کے مواقع موجود تھے، تاہم پاکستان ان مواقع سے غلط فائدہ اٹھانے میں ناکام رہا۔ اس کے برعکس بھارت نے اسی نظام

ٹریمپ نے ایران سے تجارت پر چینی بینکوں پر ممکنہ امریکی پابندیوں کا اشارہ دیا

واشنگٹن ڈی سی: امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اشارہ دیا ہے کہ واشنگٹن ایران کی بین الاقوامی مالیات تک رسائی کو محدود کرنے کی وسیع تر کوشش کے حصے کے طور پر چینی بینکوں کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ جمہوریت کو یہ پوچھ جانے پر کہ ایرانی ان نظامیہ ایران سے منسلک بین دین میں ملوث چینی بینکوں کے خلاف پابندیوں پر غور کر رہی ہے، ٹرمپ نے اس امکان کو مسترد کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں نہیں ہوں۔ ٹرمپ نے دانت باؤس میں صحافیوں کو بتایا کہ میں نہیں جانتے کہ میں یہ کر رہا ہوں، شیک ہے، مجھے ہر جگہ کا اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بھرتے ایسے وقت میں سامنے آئے ہیں جب ٹرمپ انتظامیہ تہران کے خلاف اپنی اقتصادی دباؤ کی کمزور حمایتی ہے۔ اس خطے کے شروع میں بڑ بڑی سرکاری سکاٹ بینٹ نے اعلان کیا کہ واشنگٹن پابندیوں اور دیگر اقتصادی اقدامات کے ذریعے ایرانی حکومت کو گرا سکتی کوششیں تیز کر رہا ہے۔ انتظامیہ نے ثانوی پابندیوں کے خطرے کو بھی مسترد کر دیا ہے، جو کہ دوسرے ممالک میں پینپوں یا مالیاتی اداروں کو پابندی کا انداز ایرانی اداروں کے ساتھ کاررو جاری رکھنے پر جرأت کر سکتے ہیں۔ چینی خاص طور پر ایسے اقدامات کا شکار ہے کیونکہ وہ ایران کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار اور ایرانی تیل کا بڑا خریدار ہے۔ چینی مالیاتی ادارے دوطرفہ تجارت سے منسلک ان گلیو کی کارروائی میں بھی شامل ہیں۔ واشنگٹن نے ایک تک بڑے چینی بینکوں پر ایران کے ساتھ ان کے کلین دین پر پابندیاں عائد کرنے سے روکا ہے۔ تاہم امریکی وزارت خزانہ نے سرز میں جان کا ہانگ کا گنگ کی متعدد کمپنیوں پر پابندیاں عائد کی ہیں جن پر ایران کی حکومت اور فوج کی حمایت کا الزام لگایا گیا ہے۔ بڑے چینی بینکوں کے خلاف کوئی بھی اقدام تہران اور عالمی مالیاتی بین دین پر وسیع اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ بیجنگ اس سے قبل ایران کو نشانہ بنانے والی امریکی ثانوی پابندیوں کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے مسترد کر چکا ہے۔ ٹرمپ کے بھرتے کے وقت محمد خزانہ نے چینی بینکوں کے خلاف پابندیوں کا اعلان نہیں کیا تھا۔

تبت میں چین کی معلومات پر پابندی سیلاب کی امداد میں رکاوٹ بن رہی ہے

بیجنگ: کاشمیر، دہلی، چین نے نیپال۔ تبت سرحد کے ساتھ واقع علاقوں میں آنے والے سیلاب اور لیڈر سائیکلنگ کی ویڈیو اور آن لائن کوریج پر پابندیاں سخت کر دی ہیں، یہ ایک ایسی آفت ہے جس میں 350 سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ جبکہ نیپال میں صفائی مینی شاپرہن کے بیانات اکٹھے کر رہے ہیں اور تازہ ترین پیش رفت کے بارے میں رپورٹنگ کر رہے ہیں، جیٹی نیوز کے مطابق نے تبت کے پینلے اور اثرات کے بارے میں محدود معلومات فراہم کی ہیں، سرکاری میڈیا زیادہ ترجیحاً اور امدادی کارروائیوں پر توجہ مرکوز کر رہا ہے۔ نیو یارک ٹائمز نے رپورٹ کیا کہ تبت کے رہائشیوں کی طرف سے قلعہائی ٹی ٹی ویڈیوز، بشمول ایک ویسٹ چینل کے رپورٹنگ کرنے والا ملک جس میں کارٹونگ کاؤٹی میں ایک سرحدی کراسنگ پر مٹی کے تودے کو گھیرے ہوئے دکھایا گیا ہے، مبینہ طور پر چینی سوشل میڈیا پلیٹ فارمز سے بنایا گیا ہے۔ تقریباً 2000 کی آبادی والے گرونگ میں کم از کم تین افراد ہلاک اور 500 زخمی یا زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔ مجموعی طور پر، تبت کے بعد 400,1 سے زیادہ لوگ لاپتہ ہیں، جبکہ ملائوٹ کی تعداد ازم 362 تک پہنچ گئی ہے، مبینہ طور پر پورے دیہات بھر گئے ہیں کے وزیر اعلیٰ کیلنگ نے بھارت کی سب سے بڑی تبت میں تلوؤ سے متاثرہ علاقے کا دورہ کیا تاکہ چنگی رسکیو اور ایلیف کے کاموں میں رہنمائی کی جاسکے۔ چین کی وزارت خارجہ نے کہا کہ نیپال میں لاپتہ ہونے والوں میں تقریباً 100 چینی شہری بھی شامل ہیں۔ چین کے وائی میڈیا نے بے یقینی اطلاع دی ہے کہ صدر شی جن پنگ نے حکام کو ہنگامہ

پاکستان میں ڈیجیٹل خلیج اب معاشی عدم مساوات میں تبدیل ہونے لگی

اسلام آباد: پاکستان میں انگریز اور ڈیجیٹل بولیٹ تک بینک سرمایہ رسانی کی ضمنی لابی کا مرکز بن رہی بلکہ تیزی سے معاشی عدم مساوات کی ایک نئی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق 2024 میں پاکستان کی صرف 57 فیصد آبادی انگریز انتظامیہ استعمال کر رہی جس کا مطلب ہے کہ ملک کی ایک بڑی آبادی بھی ڈیجیٹل دنیا سے باہر ہے۔ سوشل واٹس اور ڈیجیٹل ادائیگی کے کاؤنٹر میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے، لیکن بڑی تعداد میں اکاؤنٹس کھولنے کے بعد بھی فعال پڑے رہتے ہیں۔ دوسری علاقوں میں ڈیجیٹل ادائیگی خدمات کا استعمال کم ہے، جبکہ خواتین بھی مردوں کے مقابلے میں اپنے نام پر موجود ڈیجیٹل اکاؤنٹس کو استعمال کرنے میں بہت پیچھے ہیں۔ اساتر ٹون اور جیٹر رفاہ انگریز کی قیمت بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ کم آمدنی والے خاندانوں کے لیے جدید فون اور مستقل انگریز کنکشن اب بھی ایک بڑا خرچ ہے، جس کے باعث انھوں نے فروڈ ڈیجیٹل معیشت میں موثر طور پر شامل نہیں ہو پارہے۔ اس ڈیجیٹل خلیج کے اثرات تعلیم، روزگار اور دوا پر بھی پڑ رہے ہیں۔ منظم انگریز اور ذاتی ڈیویژن رکھنے والے طبقات لائی تعلیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جبکہ محروم علاقوں کے طلبہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح ای کامرس غریب انکسٹن اور ڈیجیٹل مارکیٹنگ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن کمزور انگریز والے علاقوں کے لوگوں کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔ روزگار کی منڈی میں بھی ڈیجیٹل مہارت اور آن لائن پلیٹ فارمز استعمال کرنے کی صلاحیت بنیادی ضرورت بنتی جا رہی ہے۔ ایسے افراد جن کے پاس مستقل انگریز یا ضروری ڈیجیٹل مہارت نہیں، وہ بہتر ملازمتوں کے ساتھ جدید لیبر مارکیٹ سے بھی باہر ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے دہلی اور پسماندہ علاقوں میں سٹارٹ اپ اینڈ ٹیم آمدنی والے خاندانوں کے لیے ایسارٹ ڈیویژن تک رسائی اور ڈیجیٹل خواندگی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بصورت دیگر پاکستان کی ڈیجیٹل خلیج معاشی اور سماجی عدم مساوات کو مزید گہرا کر سکتی ہے۔

نیپال میں بھولے کوئی سیلاب 389 لاشیں برآمد

کاشمیر، دہلی، چین نے نیپال۔ تبت سرحد کے ساتھ واقع علاقوں میں آنے والے سیلاب اور لیڈر سائیکلنگ کی ویڈیو اور آن لائن کوریج پر پابندیاں سخت کر دی ہیں، یہ ایک ایسی آفت ہے جس میں 350 سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ جبکہ نیپال میں صفائی مینی شاپرہن کے بیانات اکٹھے کر رہے ہیں اور تازہ ترین پیش رفت کے بارے میں رپورٹنگ کر رہے ہیں، جیٹی نیوز کے مطابق نے تبت کے پینلے اور اثرات کے بارے میں محدود معلومات فراہم کی ہیں، سرکاری میڈیا زیادہ ترجیحاً اور امدادی کارروائیوں پر توجہ مرکوز کر رہا ہے۔ نیو یارک ٹائمز نے رپورٹ کیا کہ تبت کے رہائشیوں کی طرف سے قلعہائی ٹی ٹی ویڈیوز، بشمول ایک ویسٹ چینل کے رپورٹنگ کرنے والا ملک جس میں کارٹونگ کاؤٹی میں ایک سرحدی کراسنگ پر مٹی کے تودے کو گھیرے ہوئے دکھایا گیا ہے، مبینہ طور پر چینی سوشل میڈیا پلیٹ فارمز سے بنایا گیا ہے۔ تقریباً 2000 کی آبادی والے گرونگ میں کم از کم تین افراد ہلاک اور 500 زخمی یا زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔ مجموعی طور پر، تبت کے بعد 400,1 سے زیادہ لوگ لاپتہ ہیں، جبکہ ملائوٹ کی تعداد ازم 362 تک پہنچ گئی ہے، مبینہ طور پر پورے دیہات بھر گئے ہیں کے وزیر اعلیٰ کیلنگ نے بھارت کی سب سے بڑی تبت میں تلوؤ سے متاثرہ علاقے کا دورہ کیا تاکہ چنگی رسکیو اور ایلیف کے کاموں میں رہنمائی کی جاسکے۔ چین کی وزارت خارجہ نے کہا کہ نیپال میں لاپتہ ہونے والوں میں تقریباً 100 چینی شہری بھی شامل ہیں۔ چین کے وائی میڈیا نے بے یقینی اطلاع دی ہے کہ صدر شی جن پنگ نے حکام کو ہنگامہ

چین میں ایغور مسلمانوں کے خلاف ایک دہائی سے مظالم، احتساب نہ ہونے پر تشویش

بیجنگ: چین کے سکائی ٹنگ خطے میں ایغور اور دیگر ترک خنڈا مسلمانوں کے خلاف سخت حکومتی کارروائیوں کو ایک دہائی گزرنے کے باوجود صورتحال میں نمایاں بہتری نہیں آئی اور بڑے پیمانے پر گرفتاریوں، قید، نگرانی اور مذہبی و ثقافتی پابندیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تازہ رپورٹ کے مطابق چینی حکومت کی پالیسیوں نتیجے میں لاکھوں افراد متاثر ہوئے ہیں جبکہ ایک وقت میں تقریباً لاکھ ایغور مسلمانوں کو نام نہاد سیاسی تعلیمی مراکز "میں حراست میں لیے جانے کا تجربہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ بعض خواتین مراکز بند کئے گئے ہیں، تاہم اب بھی لاکھوں ایغور اور دیگر ترک خنڈا مسلمان جیلوں میں موجود ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سکائی ٹنگ میں بڑے پیمانے پر نگرانی، مفر اور مواصلات پر پابندیاں، مذہبی اور ثقافتی شناخت کو محدود کرنے کی پالیسیاں اور جبری مشقت کے الزامات بدستور موجود ہیں۔ جبری مشقت سے منسلک مصنوعات کے عالمی سپلائی چین میں آٹوموبائل، سولہیڈر، کپڑے، سمندری ٹوراک، زرعی مصنوعات اور اہم معدنیات جیسے شیشے شامل ہوتے گئے ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق 2017 اور 2018 میں 40 لاکھ جیٹوئی سکائی ٹنگ میں ایک لاکھ 40 ہزار سے زیادہ لوگوں کے والدین سے جدا کیا گیا، جبکہ بیرون ملک مشق متعدد ایغور اپنے خاندانوں سے آزاد اندر باہمی نہیں کر سکتے۔ چین پر بیرون ملک ایغور کارکنوں اور تدریس کو دباؤ اور نگرانی کا نشانہ بنانے کے الزامات بھی عائد کئے گئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق رفر نے 2022 کی اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ سکائی ٹنگ میں ہونے والی سنگین خلاف ورزیاں "انسانیات کے خلاف جرائم" کے زمرے میں آسکتی ہیں۔ اس کے باوجود چار سال بعد بھی احتساب کے حوالے سے کوئی نمایاں پیش رفت سامنے نہیں آئی۔ چین ان الزامات کو مسترد کرتا رہا ہے اور اپنی پالیسیوں کو سماجی استحکام اور انسداد دہشت گردی کے لیے ضروری قرار دیتا ہے۔ عالمی برادری سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ سکائی ٹنگ کی صورتحال پر زیادہ موثر اقدامات کرے، جبری مشقت سے تیار مصنوعات کی درآمد پر پابندیاں سخت کرے اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے ذمہ داروں کو جیٹوئی حکام کے خلاف بددی پابندیاں عائد کرے۔

بنگلہ دیش کو مکہ دفاعی معاہدے میں شامل کیوں نہیں ہونا چاہیے؟ پانچ اہم وجوہات

بنگلہ دیش کو سعودی عرب، ترکی اور پاکستان پر مشتمل مکہ مشترکہ دفاعی معاہدے میں شامل ہونے سے گریز کرنا چاہیے



جبری تجارت اور توانائی کی سلاطی کے لیے خطرات پیدا کر سکتی ہے۔ مضمون میں اس دلیل کو بھی مسترد کیا گیا ہے کہ بھارت یا میانمار پر دباؤ بڑھانے کے لیے بنگلہ دیش کو اپنی فوجی طاقت اور اتحاد میں اضافہ کرنا چاہیے۔ اس طرح اس کی سخت عملی بنیاد ممالک کو بھی اپنی فوجی صلاحیت بڑھانے پر مجبور کر سکتی ہے اور خطے میں اسلحے کی فروغ و فروغ کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ مصنف کے مطابق بنگلہ دیش کی موجودہ ترجیح جیٹوئی اتحاد نہیں بلکہ خوراک، صحت، معیشت، ماحول اور انسانی سلامتی ہونی چاہیے۔ ملک کو جنگوں میں الجھنے سے بچنا چاہیے جن کا اس کی اپنی سلامتی سے براہ راست تعلق نہ ہو۔ نتیجتاً بنگلہ دیش کے لیے بہتر راستہ غیر وابستہ خارجہ پالیسی، اسٹرٹجک خود مختاری اور سفارت کاری ہے۔ فوجی اتحادوں اور جغرافیائی سیاسی محاذ آرائی کے بجائے طویل مدتی معاشی مفادات اور علاقائی تعاون کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ بنگلہ دیش کو خارجہ پالیسی کی آزادی، معاشی مفادات اور علاقائی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے پاکستان، سعودی عرب اور ترکی کے مشترکہ دفاعی معاہدے میں شامل ہونے سے گریز کرنا چاہیے، جہاں کا یہ دباؤ بڑھنے کا دہو عالمی اور علاقائی تنازعات میں کسی ایک مخصوص ملک یا گپ کی حمایت کرے۔

ڈھاکہ: بنگلہ دیش کو سعودی عرب، ترکی اور پاکستان پر مشتمل مکہ مشترکہ دفاعی معاہدے میں شامل ہونے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ ایسی فوجی و اسلحہ کی اس کی خارجہ پالیسی کی آزادی، بھارت سے متعلق حسابی ممالک کے ساتھ تعلقات اور طویل مدتی معاشی مفادات کو متاثر کر سکتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کے ماہر ڈاکٹر محمد شریف الاسلام کے مطابق خارجہ پالیسی کے فیصلہ جذبات کے بجائے حقائق، ممکنہ نتائج اور فوجی مفاد کو سامنے رکھ کر کیے جانے چاہئیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان، سعودی عرب اور ترکی کے اپنے مخصوص سلامتی کے خدشات ہیں، جبکہ بنگلہ دیش کو اس نوعیت کے کسی فوری بیرونی فوجی خطرے کا سامنا نہیں جس کے لیے اسے اجتماعی دفاعی اتحاد میں شامل ہونا ضروری ہو۔ ایک اہم خدشہ بھارت سے متعلق ہے۔ اگر پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ چھڑتی ہے تو اجتماعی دفاع کی قوت کے تحت بنگلہ دیش پر پاکستان کی حمایت اور بھارت کے خلاف موقف اختیار کرنے کا دباؤ پڑ سکتا ہے۔ اگرچہ بنگلہ دیش اور بھارت کے درمیان پانی کی تقسیم، تجارت اور سرحدی معاملات سمیت متعدد مسائل موجود ہیں لیکن ان مسائل کا حل فوجی اتحاد نہیں بلکہ مسلسل سفارت کاری ہے۔ ماسی میں سمندری حدود کے تنازع اور زمین سرحدی معاہدے جیسے معاملات بھی مذاکرات

کے ذریعے حل کیے جاسکتے ہیں۔ دوسری اہم وجہ پانچ ممالک کے ساتھ بنگلہ دیش کے معاشی اور افرادی قوت کے تعلقات ہیں۔ سعودی عرب کے ساتھ ساتھ متحدہ عرب امارات، عمان، قطر اور کویت بھی لاکھوں بھائیو گھریلو کارکنوں کے لیے اہم مقامات ہیں۔ کسی

مخصوص دفاعی ہلاک میں شمولیت ڈھاکہ کے دوسرے خطی ممالک کے ساتھ تعلقات کو پیچیدہ بنا سکتی ہے۔ آجائے ہر ممبری بنگلہ دیش کے لیے اہم مسئلہ ہے کہ ایران اور ملک معاہدے کے رکن ممالک کے درمیان کشیدگی بڑھتی ہوئی فوجی اتحاد سے وابستگی بنگلہ دیش کی

غزل

زمین چھوڑ آئے زماں چھوڑ آئے
ترے واسطے ہم جہاں چھوڑ آئے۔

بزرگوں کی عزت بچا لائے لیکن
جوئی کے نام و نشان چھوڑ آئے ۔

اخلا لائے ہم تو جنوں میں اسے بھی
فرشتے جو بارگراں چھوڑ آئے۔

وہ گندم نہیں تھا ملاحت تھی تیری
کہ جس کے لیے ہم جتاں چھوڑ آئے

کسی روز پوری کریں گے اسے پھر
کہانی جو ہم درمیاں چھوڑ آئے ۔

وہ تو دھبہ ہے ظالم ترے نام پر
ستم کی جو تم داستاں چھوڑ آئے

جنوں میں تو فیاض اکثر میاں ہم
خرد کو کہیں سرگراں چھوڑ آئے

ڈاکٹر فیاض احمد

سیرت نبوی: انسانیت کیلئے کامل نمونہ

منیر احمد ندوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ساری انسانیت کے لئے کامل اسوہ اور نمونہ ہے۔ اس سے بہتر آئیڈیل اور نمیل ہے دنیا کے کسی گوشے اور خطے میں نہیں مل سکتا۔ یہ انسانوں کی تمام بنیادوں کا سب سے اچک اور ذرا اثر جاننے سے لیکن انھوں نے کہہ نہیں دیا اور اسے پروا کہہ سوتے ہوئے بھی محبت سے محروم ہیں، حالات کی برکت سے ضرورت ہے کہ ہدایات پر عمل کی ضرورت ہے، پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں چین و سکون لانے اور ظالم عدل قائم کرنے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم انسانیت تک سیرت نبوی کا پیغام عام کریں۔ آدمی انسانیت کی صفات سے متصف ہوجائے سب سے پہلے اس کی دعوت دیں۔ سیرت نبوی کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے انسانوں کو انسانیت کی ہی دعوت دی تھی۔ سچائی اور امانت داری یہ انسانیت کے دوسب سے قیمتی اوصاف ہیں جن سے رسول اکرم کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی منور اور روشن تھی، کسی بیودی سے آپ نے وعدہ فرمایا، آپ کھڑے رہے۔ آپ نے اس سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیا۔ ایسے باکیڑہ کردار کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ انسان دل سے مجبور ہوتا ہے اس چیز کو قبول کرنے کے لیے اور اس فرد سے قریب ہونے کے لیے، اس کے اخلاق کو اپنانے کے لیے، اس کے طرز زندگی کو اپنانے کے لیے، اور پھر آہستہ آہستہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ آپ اسلام کی پوری تاریخ پڑھ لیجیے۔ صحابہ کرام نے ایسے اخلاق پیش کئے، ایسے عملی نمونے پیش کئے، ایسی انسانیت پیش کی کہ سارے لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ آقاؐ نبوت نے ان میں کسی روشنی، انجری اور طاقت بھری ہے کہ یہ لوگ اپنے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کے باوجود، زیادتی اور ظلم بش کر برداشت کر لیتے ہیں، جو ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتا ہے، جو ان کو بے یارہ مددگار چھوڑ دیتا ہے، جو ان کا محاصرہ کرتا ہے، ان کو ان کے وطن سے نکال دیتا ہے، ان پر رکھانے پانی کو بند کر دیتا ہے، ان کے مال و اسباب کو غصب کر لیتا ہے، یہ انھیں کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں، ان کے اخلاق کو دین کی سچی تعلیمات، قرآن کے آفاقی پیغامات اور شریعت کی باکیڑہ ہدایات سے منور ہیں۔ اسلام اپنے لئے جیسے نکال نہیں گردانا، دوسروں کے کام آنا، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا یا دھم ہے، اگر آپ کے پاس وسائل ہیں، مال کی کثرت ہے، ضرورت سے بے نیاز نہ رہیں، آپ سچے سچ رہا ہے، وہ وقت پر کسی ضرورت مند کو سہارا دے دیتے، کچھ لے کر ہبتاوں چلے جائیں، پناہ سے مل مزاج پر سی کیجئے، علاج کے لیے پیسے نہ ہوں تو مدد کیجئے۔ انھوں نے کہ زیادہ کمائے کے پکڑ میں ڈاکو بھی لٹیرے ہو چکے ہیں۔ ہم ایسے حالات میں، جبکہ مرئیض پریشان ہوں، ایک آنکھیں لگوانے کے لیے ان کے پاس تم نہ ہو، جان بچانے کے لالے پڑے ہوئے ہوں ہم ممکن بھران کی تلی کساں فراہم کریں۔ جہاں غربت عام ہو، لوگ بھوک سے پریشان ہوں ہم تھیلے میں غلہ اور ضرورت کا سامان بھریں اور ضرورت مندوں تک پہنچا کر انسان ہونے کا فریضہ پورا کریں، مرئیض کی عیادت کرنا سنت ہے، ان کو دعا دیں کہ بھائی اللہ آپ کو کھانا صحت دے، آپ کو پھیلے سے زیادہ تندرستی کر دے، وہ تعریف کریں گے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں انجری رستے اور نشتے ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں کچھ برادران وطن مسلمانوں کو ہندوستان کا اور پناہ دیتے تھے ہیں، ان کی سکول میں چھوٹے ہیں، باقی حریف تھکتے ہیں، اسی لئے ان پر ظلم کرتے ہیں، ان کے اسلام کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کی کہیں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں، ان کے اداوں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں، ان کی ہستیاں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں۔ اگر ہم سچی تعلیمات کے ساتھ اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کریں تو یقیناً ان کے گھوکے دور ہو سکتے ہیں، وہ یہ کہنے پر مجبور ہو سکتے ہیں کہ یہ سنیے دیوانے اور تابع دار ہیں کہ ہم ان کی مخالفت پر آمادہ ہیں اور یہ ہمارے ساتھ محبت، اپنائت، قربانی، چاہت، پیار، الفت اور محبت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا کدھہ کش میں خیال رکھتے ہیں۔ سکولوں میں چاہتے ہیں۔ بہت سے غریب بچے پڑھتے ہیں۔ جن کے پاس سینے نہیں ہیں، کتابیں نہیں ہیں، انتظامات نہیں ہیں۔ ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں، ایک جماعت کیوں نہیں ہوتا رہی ہے، پورے علاقے کے نوجوانوں کی، عالموں کی، حفاظ کی، اہل ثروت کی مرہبہ سی اور سہائی حالات پر اثر ڈالا۔ برطانوی عہد میں بڑے غریب گھلوں میں جا کر کامی کریم کریں، جن کی بنیاں شادی کے بغیر رو رہی ہیں، جن کے پاس علاج کرنے کا پیسہ نہیں ہے، جن کے پاس برسات میں پانی سے بچنے کے لئے چھت اور چھپر نہیں ہے کیا ہم تھوڑی تھوڑی مدد کے ذریعے ایک شین کا گھر ان کے لیے، بنوا نہیں سکتے؟ ہم شادیوں میں، اپنی عمارتوں کے بنوانے میں، کھانے پینے میں، ہوٹل بازی میں، دکھاوے میں، فادو میں، شہرت میں، اپنی رقوں کو ضائع کرتے رہتے ہیں۔ اگر ہم اعتدال کی راہ اپنائیں تو سب کا بھلا ہو جائے گا۔ اپنی نستی، حلو، صوب اور راہ اپنائیں تو سب کا بھلا ہو جائے گا۔ اپنی نستی، حلو، صوب اور ملک کے حالات بدلنا بہت آسان ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کے آفاقی پیغام کو عام کریں ہے، عملی زندگی کو سنت و شریعت سے جوڑیں پھر حالات ضرور اچھے ہوں گے۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں، وہ ہمیں اچھا سمجھیں گے، وہ ہمیں چلو بھیس گے۔ تارخ کا ایک دلچپ پھلو یہ بھی ہے کہ برصغیر میں مذہبی تہواروں کے عوامی مظاہر نے کی مرتبہ سیاسی اور سہائی حالات پر اثر ڈالا۔ برطانوی عہد میں بڑے اجتماعات کے لیے مذہبی مواقع ایک نہایت محفوظ راستہ فراہم کرتے تھے۔ اسی پس منظر میں خلافت تحریک نے بھی مسلمانوں کو ایک وسیع اجتماعی پلیٹ فارم فراہم کیا۔ ہاتما کا مدھی، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی جیسے رہنماؤں کی سرکمیوں نے اس دور کے سیاسی ماحول کو مزید متحرک کیا۔ لیکن وقت گزر رہا ہے، دور بعد کے زمانے میں زیادہ تر مذہبی عقیدت اور تہذیبی روایت کا حصہ بن گئے۔ آج اسلام دلیبی ملٹیپلکس ہے۔ اس لیے سب سے بڑی

جہاں نما

ملک کے جمہوری ڈھانچے میں اگر کسی ایک متون کو سب سے زیادہ حساس، بااثر اور فیصلہ کن مانا جائے تو وہ یقیناً آزاد صحافت ہے۔ یہی وہ متون ہے جو اقتدار کے ایوانوں کی نگرانی کرتا ہے، پالیسی سازی کے عمل کو عوامی سمٹی پر پرکھتا ہے اور سماج میں فکری بیداری کی فضا قائم کرتا ہے۔ ایک صحت مند جمہوریت کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہاں میڈیا یا نہ صرف آزاد ہو بلکہ اس کی آزادی کو ریاستی ادارے عملاً تسلیم بھی کریں۔ ایسے میں جب کسی قدیم اور معتبر خبر رساں ادارے کے دفتر کو اچانک میل کیے جانے سے متعلق خبر منظر عام پر آتی ہے تو یہ شخص ایک اشتغالی کارروائی نہیں رہتی بلکہ اس کے اثرات جمہوریت کے بنیادی اصولوں اور آئینی قدروں تک پھیل جاتے ہیں۔

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: عقیدت کی روایت، اتحاد کا پیغام

شریعت کی پاکیزہ ہدایات سے منور ہیں۔ اسلام اپنے لئے جیسے کومال نہیں گردانتا، دوسروں کے کام آنا، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا زیادہ اہم ہے، اگر آپ کے پاس وسائل ہیں، مال کی کثرت ہے، ضرورت کے بعد آپ کے پاس کچھ بچ رہا ہے تو وقت پر کسی ضرورت مند کو سہارا دے دیتے، کچھ لے کر ہبتاوں چلے جائیں، پناہوں سے مل مزاج پر سی کیجئے، علاج کے لیے پیسے نہ ہوں تو مدد کیجئے۔ انھوں نے کہ زیادہ کمائے کے پکڑ میں ڈاکو بھی لٹیرے ہو چکے ہیں۔ ہم ایسے حالات میں، جبکہ مرئیض پریشان ہوں، ایک آنکھیں لگوانے کے لیے ان کے پاس تم نہ ہو، جان بچانے کے لالے پڑے ہوئے ہوں ہم ممکن بھر اس کی تلی کساں فراہم کریں۔ جہاں غربت عام ہو، لوگ بھوک سے پریشان ہوں ہم تھیلے میں غلہ اور ضرورت کا سامان بھریں اور ضرورت مندوں تک پہنچا کر انسان ہونے کا فریضہ پورا کریں، مرئیض کی عیادت کرنا سنت ہے، ان کو دعا دیں کہ بھائی اللہ آپ کو کھانا صحت دے، آپ کو پھیلے سے زیادہ تندرستی کر دے، وہ تعریف کریں گے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں انجری رستے اور نشتے ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں کچھ برادران وطن مسلمانوں کو ہندوستان کا اور پناہ دیتے تھے ہیں، ان کی سکول میں چھوٹے ہیں، باقی حریف تھکتے ہیں، اسی لئے ان پر ظلم کرتے ہیں، ان کے اسلام کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کی کہیں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں، ان کے اداوں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں، ان کی ہستیاں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں۔ اگر ہم سچی تعلیمات کے ساتھ اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کریں تو یقیناً ان کے گھوکے دور ہو سکتے ہیں، وہ یہ کہنے پر مجبور ہو سکتے ہیں کہ یہ سنیے دیوانے اور تابع دار ہیں کہ ہم ان کی مخالفت پر آمادہ ہیں اور یہ ہمارے ساتھ محبت، اپنائت، قربانی، چاہت، پیار، الفت اور محبت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا کدھہ کش میں خیال رکھتے ہیں۔ اسکول میں چھوٹے ہیں، باقی حریف تھکتے ہیں، اسی لئے ان پر ظلم کرتے ہیں، ان کے اسلام کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کی کہیں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں، ان کے اداوں کو ڈھانے کی باتیں کرتے ہیں۔ اگر ہم اعتدال کی راہ اپنائیں تو سب کا بھلا ہو جائے گا۔ اپنی نستی، حلو، صوب اور رفاہی کام کریں، جن کی بنیاں شادی کے بغیر رو رہی ہیں، جن کے پاس علاج کرنے کا پیسہ نہیں ہے، جن کے پاس برسات میں پانی سے بچنے کے لئے چھت اور چھپر نہیں ہے کیا ہم تھوڑی تھوڑی مدد کے ذریعے ایک شین کا گھر ان کے لیے، بنوا نہیں سکتے؟ ہم شادیوں میں، اپنی عمارتوں کے بنوانے میں، کھانے پینے میں، ہوٹل بازی میں، دکھاوے میں، فادو میں، شہرت میں، اپنی رقوں کو ضائع کرتے رہتے ہیں۔ اگر ہم اعتدال کی راہ اپنائیں تو سب کا بھلا ہو جائے گا۔ اپنی نستی، حلو، صوب اور ملک کے حالات بدلنا بہت آسان ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کے آفاقی پیغام کو عام کریں ہے، عملی زندگی کو سنت و شریعت سے جوڑیں پھر حالات ضرور اچھے ہوں گے۔ جو ہمیں ہر سکول میں چھوٹے ہیں، وہ ہمیں اچھا سمجھیں گے۔

شاید وہی ہے جو ہمارے کردار میں نظر آئے۔ ہماری زبان میں نرمی، معاملات میں سچائی، دل میں رحم، رویے میں شائستگی اور معاشرے میں محبت بن کر۔ میلاد کی روشتیاں ایک رات کے بعد باہم ہو سکتی ہیں، جلوس اپنے راستے سے لڑکر ختم ہو سکتے ہیں، محفلیں اختتام پذیر ہو سکتی ہیں، لیکن اگر سیرت مصطفیٰ ﷺ کا چراغ دلوں میں روشن ہو جائے تو اس کی روشنی نہ کسی موسمی محتاج

رہتی ہے، نہ کسی چراغ کی۔

پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں چین و سکون لانے اور نظام عدل قائم کرنے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم انسانیت تک سیرت نبوی کا پیغام عام کریں۔ آدمی انسانیت کی صفات سے متصف ہوجائے سب سے پہلے اس کی دعوت دیں۔ سیرت نبوی کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے انسانوں کو انسانیت کی ہی دعوت دی تھی۔ سچائی اور امانت داری یہ انسانیت کے دو سب سے قیمتی اوصاف ہیں جن سے رسول اکرم کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی منور اور روشن تھی، کسی بیودی سے آپ نے وعدہ فرمایا، آپ کھڑے رہے۔ آپ نے اس سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیا۔ ایسے باکیڑہ کردار کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ انسان دل سے مجبور ہوتا ہے اس چیز کو قبول کرنے کے لیے اور اس فرد سے قریب ہونے کے لیے، اس کے اخلاق کو اپنانے کے لیے، اس کے طرز زندگی کو اپنانے کے لیے، اور پھر آہستہ آہستہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ آپ اسلام کی پوری تاریخ پڑھ لیجیے۔ صحابہ کرام نے ایسے اخلاق پیش کئے، ایسے عملی نمونے پیش کئے، ایسی انسانیت پیش کی کہ سارے لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ آقاؐ نبوت نے ان میں کسی روشنی، انجری اور طاقت بھری ہے کہ یہ لوگ اپنے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کے باوجود، زیادتی اور ظلم بش کر برداشت کر لیتے ہیں، جو ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتا ہے، جو ان کو بے یارہ مددگار چھوڑ دیتا ہے، جو ان کا محاصرہ کرتا ہے، ان کو ان کے وطن سے نکال دیتا ہے، ان پر رکھانے پانی کو بند کر دیتا ہے، ان کے مال و اسباب کو غصب کر لیتا ہے، وہ ہمیں اچھا سمجھیں گے، وہ ہمیں چلو بھیس گے۔ تارخ کا ایک دلچپ پھلو یہ بھی ہے کہ برصغیر میں مذہبی تہواروں کے عوامی مظاہر نے کی مرتبہ سیاسی اور سہائی حالات پر اثر ڈالا۔ برطانوی عہد میں بڑے اجتماعات کے لیے مذہبی مواقع ایک نہایت محفوظ راستہ فراہم کرتے تھے۔ اسی پس منظر میں خلافت تحریک نے بھی مسلمانوں کو ایک وسیع اجتماعی پلیٹ فارم فراہم کیا۔ ہاتما کا مدھی، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی جیسے رہنماؤں کی سرکمیوں نے اس دور کے سیاسی ماحول کو مزید متحرک کیا۔ لیکن وقت گز رہا ہے، دور بعد کے زمانے میں زیادہ تر مذہبی عقیدت اور تہذیبی روایت کا حصہ بن گئے۔ آج اسلام دلیبی ملٹیپلکس ہے۔ اس لیے سب سے بڑی

زمین کے کاغذ پر رشوت کی سیاہی

ضرورت کیوں پڑے؟ اسے یہ معلوم کیوں نہ ہو کہ اس کی درخواست کب داخل ہوئی، اس کی ساعت کب ہوئی، فاس وقت اس سفر کے پاس ہے، آگنی ساعت کب ہے اور کھلے کب متوقع ہے، ہر لمحہ کاروائی کا بڑی رپکارڈ ہونا چاہیے، ہر لمحہ مقررہ مدت میں برخیز دستیاب ہونا چاہیے اور ہر غیر معمولی تاخیریں ویدر یکارڈ پر ہونی چاہیے۔ اگر نظام مضبوط ہو جائے تو دلال کی طاقت خود بخود کم ہوتی ہے، لیکن بدعنوانی کا متاثر صرف برقی نظام سے بھی نہیں ہوتا، اس کے لیے افسر کی جواب دہی بھی ضروری ہے۔ حساں عبداللہ پرتوینات افسران کے فیصلوں کا باقاعدہ انتظامی جائزہ ہونا چاہیے۔ اگر ایک جیسے معاملات میں غیر معمولی طور پر متضاد فیصلے سامنے آئیں تو ان کی جانچ ہونی چاہیے۔ اگر کسی شخص کو دلال کے ذریعے غیر معمولی تعداد میں معاملات منتقل کیے ہوئے ہوں تو اس کی بھی تحقیق ہونی چاہیے۔ اگر کسی افسر کے خلاف مسلسل شکایات آ رہی ہوں تو انھیں محض معمول کی شکایات سمجھ کر فائل بند نہیں کرانی چاہیے۔ اور اگر شکایت جسنی حمایت ہو تو متعلقہ افسر کو بھی عمل قانونی خنڈا ماننا چاہیے۔ یہی انصاف کا اصول ہے۔ بدعنوانی کے خلاف جنگ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اعتبار شخصیت و دیگر کریٹیں بلکہ شہوت و دیگر کمزور نہ کی بڑے عہدے دار کو اس لیے سچایا جائے کہ وہ ہاتھ دے اور کسی عام ملازم کو اس لیے قربانی کا جبرانایا جائے کہ اصل کردار کوئی اودھتہ۔ دوسرے معاملے میں بھی اصل امتحان یہی ہے کہ کیا تحقیقات صرف وہ لا کھ روپے کی مہینہ رشوت تک محدود رہیں گی یا اس کے پورے بہت منظر کو سامنے لایا جائے گا؟ کیا کاروبار یا شہس کا ہے۔ بے بنیاد انھوں نے مافوق کی مکمل جانچ ہوگی؟ کیا متعلقہ زمین کے حق دے کہ کارروائی کا بھی جائزہ لیا جائے گا؟ کیا دیکھا جائے گا کہ فیصلے میں فریق غیر معمولی فائدہ پہنچا رہی ہیں؟ کیا اس افسر کے زیر نگرانی کوشہرے میں شہنائے سے گم زمین کے مقدسات کا قانونی جائزہ لیا جائے گا؟ اگر ان سوالات کا جواب ہاں سے تو دور کا یہ بھی ان بہت سی خبروں میں شامل ہوجائے گا جو چند دن شور مچا رہی ہیں اور پھر خاموشی میں دفن ہوجاتی ہیں۔ عوام بصر سے غافل ہیں ایک افسر کرنا جو عام ہاں سے ہیں کمان کے ساتھ چھ برسوں سے جو مسلحان رہا ہے اس کا کیا ہے۔ ایک غریب کسان کو اپنی زمین کے کاغذ کے لیے کسی دال کے سامنے ہاتھ کیوں پھیلا نا پڑے؟ ایک دیوہواپنی وادش زمین کے لیے کسی فحاش کیوں تان سکتی ہیں پڑے؟ ایک عوامی شہر کی کوپن درخواست کا بڑے ڈھانے کے لیے بے خوف کیوں ہو کہ گراں سے رقم نہیں دی تو اس کا سر دم کو مار دیا جائے گا؟۔

چاہیے کہ کیا اس دفتر میں پہلے بھی رشوت یا دالالی کی شکایات سامنے آئی تھیں، اگر آئی تھیں تو ان شکایات پر کیا کارروائی ہوئی؟ کیا کسی شہری نے پہلے بھی یہ شکایت کی کہ بغیر پیسے کے اس کی درخواست کی نہیں رہی، کیا کسی دلال کا نام بار بار سامنے آیا اور کیا کسی مخصوص ملازم یا درمیانی شخص کے ذریعے شہریوں کو افسر تک کیجئے کا راستا بتایا جاتا تھا۔ یہ سوالات کسی کو پہلے ہی ہر لمحہ خرد دینے کے لیے نہیں ہیں، بلکہ اس لیے



ہیں کہ بدعنوانی اگر فرد سے بڑھ کر نظام بن جائے تو اس کا علاج بھی نظام کی سطح پر کرنا پڑتا ہے۔ زمین کے معاملات میں دالالی کوئی ناسنائی نہیں ہے۔ جہاں فائل پیچیدہ ہو، جہاں کارروائی سوت ہو، جہاں شہری کو معلومات نہیں اور جہاں اسے معلوم ہو کہ اس کی درخواست کب میز پر پڑی ہے، وہاں دالال کے لیے راسخ خود بخود کھل جاتا ہے۔ عام آدمی کو دفتر میں اپنی فائل نہ کرنا پڑے، اسے ایک کاغذ کی بنائی جاتی ہے، وہ کاغذ لے آتا ہے، پھر اسے کی دوسرے دفتر کارروائی کیا جاتا ہے، وہ وہاں جاتا ہے، اس پر کارروائی ختم ہوتی ہے، پھر کوئی نئی کال دی جاتی ہے، پھر وہ کسی ایسے شخص کو کال کرکے جاتا ہے جو اسے بتا سکے کہ کام کیسے ہوگا، اور یہی وہ مقام ہے جہاں دالال اس کی مجبوری کو اپنا کاروبار بنالیتا ہے۔ اس لیے حکومت کو دوسرا کے دافنے کو صرف ایک بدعنوانی کے عقد سے کھڑے پر دیگر ختم نہیں کرنا چاہیے۔ اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ زمین کے انتقالی نظام میں وہ کون سی خامیاں ہیں جو دالالی اور رشوت کے لیے جگہ پیدا کرتی ہیں۔ آج بین الاقوامی زبان ہے، شہری کو اپنی فائل کی حیثیت جاننے کے لیے کسی دالال کی

دور صف ایک شہری سے رقم نہیں لیتا، وہ ریاست اور شہری کے درمیان اعتماد کے شے کو بھی دیتی رہا ہے۔

لیکن اس معاملے میں ایک بنیادی قانونی اصول کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ ہر قدرتی جرم ثابت ہوجانے کے مترادف نہیں ہے۔ کسی افسر کے خلاف ان الزامات اور عدالت میں جرم ثابت ہونا الگ مہر اس ہیں۔ اسی طرح سرکاری رپاش کا گے برآمد ہونے دلی تہذہم کو بھی تحقیقات

دور صف ایک شہری سے رقم نہیں لیتا، وہ ریاست اور شہری کے درمیان اعتماد کے شے کو بھی دیتی رہا ہے۔ لیکن اس معاملے میں ایک بنیادی اصول کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ ہر قدرتی جرم ثابت ہوجانے کے مترادف نہیں ہے۔ کسی افسر کے خلاف ان الزامات اور عدالت میں جرم ثابت ہونا الگ مہر اس ہیں۔ اسی طرح سرکاری رپاش کا گے برآمد ہونے دلی تہذہم کو بھی تحقیقات

عمل ہونے سے پہلے رشوت کی رقم قرار دینا درست نہیں ہوگا۔ اس ضرورت مکمل اور غیر جانب دارانہ تحقیقات کی ہے، کیونکہ اگر دلا کھ روپے کی مہینہ رشوت کے پیچھے صرف ایک شخص نہیں بلکہ کسی بڑے انتظامی یا دالالی نظام کا کردار موجود ہے تو صرف ایک گرفتاری سے مسئلہ ختم نہیں ہوگا۔ یہ معلوم کرنا ہوگا کہ شکایت کہاں سے آئی، زمین کا تنازعہ کیا تھا، زمین کون سے حصہ فائل سر ملے میں تھی، کس نے کس سے رابطہ کیا، یہ سیرت رشوت کی تم تک معاملہ کیسے پہنچا اور کیا اس سارے معاملے میں کسی درمیانی شخص کا کردار تھا۔ یہ بھی معلوم ہونا

سمستی پور کے روسر اسب ڈویژن کی ڈی ڈی ایل آر تھن کماری بھا

کی مہینہ رشوت خوری کی تجریش اس سرکاری افسر کی گرفتاری کی خبر نہیں ہے، بلکہ یہ اس پورے نظام کے سامنے ایسا آئینہ ہے جس میں ارتقا کی نکل ہاں، زمین کے تنازعہات، دالالی اور عام آدمی کی یہی ایک سہارا دکھائی دیتی ہے۔ ہماریش زمین میں جس کی ایک کاکھائیں ہوئی، کسی کسان کی زندگی بھر کی کوئی بات ہے، کسی خاندان کی نسلوں کی نشانی ہوتی ہے، کسی غریب کے بچوں کا مستقبل ہوتی ہے اور کسی بے سہارا شخص کے لیے زندگی کا آخری سہارا ہوتی ہے۔ اسی لیے زمین کے معاملات میں فیصلہ کردہ والہ اس سرکاری شخص فائل پر دستخط کرنے والے شخص نہیں ہوتا، اس کے ایک فیصلے سے کسی گھر آباد ہو سکتا ہے اور کسی کا گھر اگر سکتا ہے، کسی خاندان کا حق قائم ہو سکتا ہے اور کسی خاندان کو برسوں بعد حالت کے دروازے کھلنے سے پڑ سکتے ہیں۔ ایسے ہیں اگر زمین کے تنازعے سے فیصلے کے عوض رشوت طلب کرنے کا الزام کسی ایسے افسر پر لگے جو اسی نظام میں فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتا ہو اور نگرانی محکمہ سے میسر طور پر رشوت لینے ہوئے گرفتار کئے۔ معاملہ عمومی دفتر ی بے دخلی کا نہیں ہوتا، بلکہ اسے نظام کی اخلاقی بنیادوں کو سمجھوڑ دینا والا بدعنوان بن جاتا ہے۔ اس کے مطالق دور کی ڈی ڈی ایل آر تھن کماری بھا کو نگرانی کھلنے سے میسر طور پر وہ لا کھ روپے نقد رشوت لینے ہوئے گرفتار کیا ہے، جبکہ اس معاملے میں ایک سیدہ، مانا کی گرفتاری کی بھی اطلاع ہے، اس الزام یہ ہے کہ زمین کے ایک تنازعے میں فیصلہ کرنے میں کسی نے کرنے کے عوض رقم طلب کی تھی اور نقد رقم کے ساتھ تقریباً سترتیس ہزار روپے ایات کی ایک واشنگ مشین بھی مطالبہ کیا گیا، اگر تحقیقات میں یہ الزام درست ثابت ہوتا ہے تو یہ صرف رشوت خوری نہیں ہوگی، بلکہ ساری اختیار اس کے تصور کو تین بھی ہوگی جس کی سخت ریاست اپنے افسر کو کام کے حقوق کے تحفظ اور قانون کے مطابق فیصلے کے لیے اختیار سوچتی ہے۔ سرکاری کسی شہری کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی، یہ عوام کے امتداد کی امانت ہوتی ہے۔ افسر کو تنخواہ ملی ہے، اسے سرکاری وسائل ملتے ہیں، اسے اختیار ملتا ہے، اسے دفتر اور عمل ملتا ہے اور سب سے بڑھ کر اسے ریاست کی جانب سے فیصلہ کرنے کا قانونی حق دیا جاتا ہے۔ اس کے بدلے میں ریاست اس سے کسی اضافی فائدے کا مطالبہ نہیں کرتی، ریاست صرف قانون کے مطابق کام کرنے کی توقع کرتی ہے۔ لہذا اگر کوئی افسر یہ سرکاری اختیار کو ذاتی فائدے کے لیے استعمال کرتا ہو تو

چیف جسٹس نے ہند۔ جرمنی میں ثالثی تعاون بڑھانے پر زور دیا



برلن: چیف جسٹس آف انڈیا جسٹس سر پال سنگھ نے ہندوستان اور جرمنی کے درمیان ادارہ جاتی تعاون کو مزید گہرا کرنے پر رضامند ہوئے۔ تاکہ سرحد پار تجارتی تعلقان کو فروغ دے۔ قابل رسائی، قابل پیش گوئی اور موثر بنانا جائے۔ برلن میں "موثر تجارتی تنازعات کے حل کے لیے دوطرفہ راستوں کی تلاش" کے موضوع پر منعقدہ انڈو-جرمن اقتصادی و تجارتی گفتگو کے خطاب کے بعد ہوئے۔ چیف جسٹس نے جمعرات کو کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان بڑھتے ہوئے اقتصادی تعلقات کے نتیجے میں طویل مدتی چیلنجیں، معاہدوں، بنیادی ڈھانچے کے مضموں، ٹیکنالوجی، معاہدوں، مشترکہ منصوبوں اور حد پار سرمایہ کاری سے متعلق پیچیدہ تجارتی تنازعات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ جسٹس نے کہا کہ انڈیا تجارتی فریقین کو غیر جانبدار اور سیلف ریگولٹنگ پلیٹ فارم فراہم کرنے کی پالیسی اپناتا ہے۔ تاہم اس کی کامیابی کا انحصار موثر تجارتی اداروں پر ہے۔ انٹانوں اور ایس کے اداروں پر ہے جو صرف ضرورت پڑنے پر محدود مداخلت کریں۔ چیف جسٹس نے کہا: "کوئی تجارتی فریق جب تنازع کا انتخاب کرتا ہے تو وہ سچ سمجھ کر فیصلہ کرتا ہے کہ اس کے تنازعے کا حل ایسے طریقہ کار میں کیے دینے کا جائزہ جو غیر جانبدار، اور سیلف ریگولٹنگ ہے۔" انڈیا کے سربراہ کا بیان ہے کہ انڈیا کے ساتھ انڈیا کے ساتھ ہو کر تنازعے کو حل کرنے کا جائزہ لے گا۔ انہوں نے

[illegible]

اچھی کارپوریٹ گورننس بھارت کی ترقی کی کلید

تیسری وندے بھارت جلد ہی جموں سرینگر وٹیر چلے گی۔ جتیندر سنگھ

[illegible]

بھارت-کویت مشترکہ دفاعی کمیٹی کا افتتاحی اجلاس نئی دہلی میں منعقد

دفاعی صنعت سمیت وسیع شعبوں میں دو طرفہ دفاعی تعاون کو مزید مضبوط کرنے پر اتفاق



ٹی دہلی: جندوستان کویت مشترکہ دفائی کمیشن
افتتاحی میٹنگ 28 اگست 2026 کو ٹی دہلی میں
ہوئی۔ دونوں ملک نے تربیت، ٹوٹی مشینیں، فوجی
بجٹ، عطیے، بات چیت، دفائی صنعت، اور
سیرج اینڈ ویپو پرنٹ سمیت وسیع شعبوں میں دو
طرفہ دفائی تعاون کو مزید مضبوط کرنے پر اتفاق
کیا۔ ڈی کی جی کی میٹنگ نے جندوستان اور
کویت کے درمیان دفائی تعاون پر مضامنت کی
دوشت (ایم او ای) میں بات کردو مضامنت کو جامع
بنانے کی ست ایک اقدام کردیا، جس پر دسمبر
2026 میں جندوستان کے وزیر اعظم کے دور کویت
کے دوران خطو ہونے والے۔ میٹنگ کی مشترکہ
جہارت کویت سرکاری شراٹی رابطہ پر مباد
نئی کویتی وفد کے سرکیڈر جنرل اسرار احمد
نے۔ جندوستان وفد میں وزیر خزانہ، وزیر
دو کوش و فیاضنٹ، فیض سیرج اینڈ ویپو پرنٹ
کرکازنشین، آمد و مرید سبیل کرمرمز اور وزارت
راجہ کے نمائندے شامل تھے۔ ڈی کی کے

صنعتی بات چیت بھی ٹھٹھے ہے۔ ہندوستان اور گویت کے درمیان راجائی طور پر گنگوٹھ اور دھولتھان علاقے ہیں جن کی جڑیں تاریخی شہنشاہوں سے جڑی ہیں جو ترقی کی کسوٹی پر کھڑے ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات 1962 سے قائم ہوئے تھے۔ دسمبر 2024ء کو ہندوستان کے وزیر خارجہ نے دورہ کیے۔

بھارت اور امریکہ کے درمیان جیولین اینٹی ٹینک میزائل کا معاہدہ

ہندوستانی فون کے امرینی فادین مکسٹری میز (ایفا ایم ایل) پر ورام کے تحت لیڈراف افراد راسیسی اس پر دھڑکیے ہیں



ایسے ہی بہت سے دوسرے نوجوان تھے۔ امریکی فارمن پلزی (ایف ایم ایس) پروگرام کے تحت، یہودی نوجوانوں نے امریکی فارمن پلزی کے لیے مالدیوہ جیوسٹائن اور امریکہ کے لیے جیوسٹائن آف آخر اور ایچ پی جیوسٹائن کے لیے مالدیوہ جیوسٹائن اور امریکہ کے درمیان دفاعی تعاون کو مزید مضبوط کرنے کی جانب اہم قدم قرار دیا جا رہا ہے۔ امریکی حکومت نے نومبر ۲۰۲۵ میں یہودی نوجوانوں کے لیے جیوسٹائن میزائل سسٹم اور مختلف ساز و سامان کی مکمل فروخت کی منظوری دی تھی، جس کی تحقیقی مالیت، ۲۰۲۵ میں ملین ڈالر کی تھی۔ اس بیسٹج ایف ایم ایس FGM-148 ایف ایم ایس میزائل، ایک کلاسیک فوٹائی ہائی میزائل اور ایف ایم ایس بیسٹج سسٹم پر توجہ دینے کی ضرورت،

نئے پرانے چراغ ”یا پنج روزہ ادنی اجتماع کا افتتاحی اجلاس منعقد

[illegible]

وزیر خارجہ جے شکر نے اقوام متحدہ کس

ڈیٹی چیف کے ساتھ مختلف مسائل پر متبادلہ خیال کیا

[illegible]

ہندوستان۔ آسٹریلیا نے بحری شراکت داری کا اعادہ کیا

بحری مصروفیت کو مضبوط بنانے پر تبادلہ خیال کیا

[illegible]

بھارت نے نیپال کیلئے مزید 37.5 ٹن امدادی سامان بھیجا

[illegible]

جیہا ر بندر گاہ وسطی ایشیا کے ساتھ ہندوستان کے رابطے کی کلید ہے

نئی دہلی: چابہار بندرگاہ وسطی ایشیا کے ساتھ دراصل کوئٹہ بنانے کے لیے ہندوستان کی کوکشنوں کا ایک اہم جزو بنی ہوئی ہے۔ وزارت خارجہ نے جمعرات کو نئی دہلی کے اس مستقل موقف کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ خطے کو ہندوستان تک قابل اعتماد، محفوظ اور تجارتی طور پر قابل عمل رسائی حاصل ہونی چاہیے۔ وزارت خارجہ کے سکریٹری (مغربی) (سجی چارن) نے وزیراعظم نریندر مودی کے ازبکستان اور ترکمانستان کے دورے کے لیے ایشیا کی خصوصی ریفرنس کے دوران ایک تبصرہ کیا جب کہ مغربی ایشیا میں حالیہ پیشرفت کے بارے میں ہندوستان اور وسطی ایشیا کے درمیان رابطے کے امکانات کے سوال کا جواب دیا۔ چارن نے کہا کہ سیکلیٹیو میں، جہاں جاتے ہیں، خطے کے ساتھ ہمارے تعلقات کا ایک بہتر پہلو ہے۔ ہمارا مستقل موقف ہے کہ وسطی ایشیا کو تجارت تک قابل اعتماد، محفوظ اور تجارتی طور پر قابل عمل رسائی حاصل ہونی چاہیے اور ہم اس بات کی فرہنگیہ کا جائزہ لے رہے ہیں کہ اس رابطے کو کس طرح مضبوط کیا جائے۔ چابہار اس ضرورت کے اہم پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ ہم صورتحال کی نگرانی کرتے ہیں کہ دورے آگے لے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وسطی ایشیا کے ساتھ رابطہ خطے کے ساتھ ہندوستان کی ضرورت کا ایک اہم عنصر ہے، جس کی تائید اور اسٹرٹجک دونوں جہتیں ہیں۔ وزارت خارجہ سکریٹری نے کہا کہ وسطی ایشیا کے ساتھ تجارتی تعلق ہے، بہت اہم ہے۔ ہمارا وسطی ایشیا کے ساتھ رشتہ ہے، جو ایک اہم حصہ ہے۔ ہمارا ایشیا تہذیبی تعلق ہے اور یقیناً اس میں ایک اہم رول ہے۔



کچھ، گجرات، ایڈووکیٹن فار ریفرنڈم آف مسلم رائٹس (اے پی آر) کی مسلسل تین روزہ کوششیں، مختلف حکام سے رابطے اور جوہری طور پر بعد کچھ کے رویہ کا گاہک کے راسخ فیصلہ بخوان فری حادی تیز پر سمیٹنے کے لئے کے معاملے میں بھی نکلے جنگلات کے باغی مارن کے خلاف اور آخر فیصلہ آ آدرج کر لی گئی ہے۔ اے سی آر کی جانب سے جاری کی گئی ہیں سبب کے مطابق فری حادی جو کہ سمیٹنے طور پر نکلے جنگلات کے کارڈوں سے دور کر کا نام ہو، پچھا، جس کے بعد اس پر تشدد کیا گیا۔ یہ کہ کڑن اور کچھ معلوم ہو، فری حادی کے بعد سبب سے تو اسے یہ طور پر تشدد کا نشانہ بنی گیا تھا اس دوران فری حادی یہ کوشش دی تھی آس اور اس وقت وہی کے جزل اسپتال، مجموع میں زیر علاج تھے، جہاں اس کا آپریشن بھی ہو چکا ہے۔ واقعے کی اطلاع ملنے ہی اے سی آر کی رقم نے معاملے میں مداخلت کی ہے تو نے مختلف حکام سے ایف آئی آر درج کر کے اور واقعے کی منصفانہ وغیرہ کارروائی تحقیقات کا مطالبہ کیا تھا۔ اے سی آر کا کہنا ہے کتوے کی عینی کے باوجود جوہری طور پر اے سی آر کی جنس کی گئی جس کے بعد تنظیم نے سبب میں دلان تک حکام سے رابطے کیا اور مختلف سطحوں پر سمجھ بوجھ ہو رہی کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں نکلے جنگلات کے پانچوں مارن کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی کی جنگلات کی آ سی آر نے ایف آئی آر کے اندراج کو ایک اہم

کی خلاف ورزی کی، تو ان کے خلاف قانون کے مطابق مناسب کارروائی کی جانی چاہیے۔ کسی بھی سرکاری عہدے یا حیثیت کو قانون کے بالائے ہوئے نہ دیکھیں تاکہ جاسکے۔ درجن ہندوؤں نے اسے نئی آئی آر ووج کے لئے کسی غیر برہمنی پیشکش کا اظہار کیا ہے۔ تنظیم کا کہنا ہے کہ شدید جسمانی تشدد کا الزام لگانے والے کسی شخص کو عدویٰ مقدمہ درجن کرانے کے لیے بارہ کام کے دفاتر کے چکر لگانے پڑنے چاہئیں۔

یہیے معاملات میں پیش اور مخالف مذاکرات کی ذمہ داری کے تحت حکومت کے سرکاری اداروں کی طرف سے قانون کے خلاف مقدمہ درجن کے تحت تشدد کے مرتکبوں کے لیے آئی آر ووج کے خلاف تشدد کے دوران سرکاری عہدے یا جگہ کی حیثیت کو کسی بھی صورت میں پیش پر اثر انداز ہونے دیا جائے اور تمام برہمنوں کے ساتھ یکساں قانونی برتاؤ یقینی بنایا جائے۔ اس دوران برہمنی برہمنی کے جرنل اسپتال میں بھجوں کسی زیر علاج ہے۔ اسے خانہ سے اس کی طبیعت کے خوالے سے بھی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جس کے بعد اسے آئی آر ووج کے خیر مرید سے ہونے کا کہنا ہے تنظیم متاثرہ خاندان کو ضروری قانونی معاونت اور رہنمائی فراہم کرے اور اسے دوبارہ اس معاملے کی پیروی کرانے کے لیے آئی آر ووج کے خلاف حکام سے ملا کر اس کے موافق سے نمونہ قانون اور دیگر جان بوجھ کر خلاف ورزیاں جارجس مذہبی اعتبار کے الزام کی شکل میں چالو کی جائے۔

Printed and Published by **MR. KAMAR AHMED MOHAMMED UMER ANSARI** on behalf of **ADAA PRODUCTION PVT LTD.** at **SOMANI PRINTING PRESS** Unit No.4, Gr. Floor. N.K. Ind. Estate, off Aarey Road, Near Parvasi. Ind. Estate, Gate No.2, Goregaon (E), Mumbai-400063, Maharashtra, INDIA. Published at Navjeevan Commercial Building No. 3, 14th Floor, Office No.-1417, Mumbai, Dist-Mumbai-400 008, Maharashtra. Editor: **KAMAR AHMED MOHAMMED UMER ANSARI** (Responsible for selection of news under the Press and Registration of Books Act 1867). Editor concerns is not necessary in all published articles. In case of any dispute or an any legal issues with the published articles the complaint should be registered in Mumbai Jurisdiction Court. Reproduction in whole or in part without the written permission of the Publisher is prohibited. RNI NO. MAHURD/2019/77823. Tel: 22-49730011 / 22-49731366, Email:mumbairaabta@gmail.com

ہندی قلموں کی دنیا میں چھکے اور اکاواں میں ایسی ہوتی ہیں جن کی پچپان صرف ان کی قلموں سے نہیں بنتی بلکہ ان کی شخصیت، گفتگو، انداز فکر اور اپنے فیصلوں کو لینے کی صلاحیت ہی انہیں دوسروں سے الگ مقام عطا کرتی ہے۔ یہاں چوٹی میں ایسی کئی فن ہنر ور ہیں۔ ڈاکٹر سے اپنے کمرے کا آگے کرنا ڈاکٹر والی یہاں خوب صورتی کے رواجی تصور کو اپنی شناخت کا واحد ذریعہ نہیں بنے بلکہ ایک اور کام کی، ٹیلی ویژن، ریڈیو، میزبان اور میزبان بننے کے ساتھ ساتھ ایک کارنر ہو گیا۔ کئی جہ سے وہ دنیا میں نظر آ رہی ہیں، لیکن یہاں میں ان کو اپنی اصلیت اور باک گفتگو کے ذریعے خبروں میں رہیں۔ تقریباً ۲۰۱۲ء میں ان کی یہ زیادہ عرصے پر محیط ان کا سفر اس بات کی مثال ہے کہ تفریحی دنیا میں مسلسل موجود رہنے کے لیے صرف کامیابی نہیں بلکہ خود کو بدلتے وقت کے ساتھ ڈھالنے کا ہنر بھی ضروری ہے۔ یہاں چوٹی کی پیدائش ۲۰۱۲ء گراںست ۱۹۸۰ء کو کیمرہ کے کوچنگ میں ہوئی۔ ان کے والد پر دے پے گلہ چوٹی چوٹی بن رہے تھے، جب کہ والدہ ہمنہدر چوٹی چوٹی تھیں۔ چوٹی چوٹی میں فوجی داخلہ کے فیصلے کی وجہ سے ان کا بچپن ایک گھٹیا دوستوں میں اور خاندان کے ساتھ مختلف شہروں میں رہنے کا موقع ملان کی ابتدا کی تعلیم بھی مختلف شہروں میں ہوئی۔ بعد ازاں وہ دہلی آ گئی اور